ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.3 2024

نظم "شکوہ" تاریخ کے تناظر میں

Historical Study of Shikwa

محمد کامران، پی ایچ ڈی سکالر، شعبہ لسانیات وادبیات (اردو)
ڈاکٹر تحسین بی بی، ایسوسی ایٹ پروفیسر، شعبہ لسانیات وادبیات (اردو)
قرطبہ یونیورسٹی آف سائنس اینڈ انفارمیشن ٹیکنالوجی، پشاور، خیبر پختونخوا

ABSTRACT:

An intellectual and philosophical poet like Allama Iqbal is born over centuries because he was not an ordinary poet and, contrary to the scommonplace practices of the time, he introduces his innovative concept to Urdu poetry in such a way that it became a hallmark for his works only. Much has been written and researched on the personality and the poetic acumen of Iqbal but there is still some food of thought left for the coming generation to be extracted from his evergreen property and that is how his poetry keeps itself relevant to the changing circumstances. And this has been the focal point of my article to highlight his relevance in the current social historical conditions of the Muslims in light of the allusion he has to Islamic history in his poetry. He, in his poems and has documented the historic events and different that could awaken the nation and this is how his poetic style became an emblem and articulation of the unified goals of the nation. He preached his fellow Muslims to follow the principles of Islam in their personal and collective lives. When we analyze his poetry carefully, we come to realize that of his fundamental Islamic message are Quran, Hadith and other Islamic tradition. Especially to Prophets, their companions and freedom fighters.

Key words : *Iqbal, poetry, Islamic history, historical allusion, authenticity*

علامہ محمد اقبال ایک صاحب بصیرت انسان تھے جو نہ صرف ایک شاعر بلکہ ایک فلسفی، مفکر، مؤرخ، نثر نگار، رہنما، سیاسی لیڈر غرض ہر اعتبار سے اپنے فن میں باکمال تھے۔ اقبال کا مطالعہ بہت وسیع تھا، مذہبی تعلیمات بالخصوص قرآن وحدیث پر ان کو دسترس حاصل تھی لیکن اس کے ساتھ ساتھ تاریخ پر بھی ان کی گہری نظر تھی۔ اقبال نے اپنی شاعری میں سلسلہ روز وشب کی مانند بکھرے تاریخی واقعات کو تسبیح کے دانوں کی طرح پرویا ہے جو زمان ومکان کی حدود میں مقید ہیں ان کی شاعری تاریخی حوالے کے ساتھ ہی تاریخی پس منظر کی طرف اشارہ کرتی ہے جو براہِ راست قاری کو اس پر غور وفکر کرنے کی دعوت دیتی ہے۔

یہ جہانِ آب وگل صدیوں، ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں سال پر محیط اپنی تاریخ رکھتا ہے، ایک تاریخ دان جب تاریخ رقم کرتا ہے تو اس کی نگاہ تاریخی شواہد وواقعات پر مرکوز ہوتی ہے لیکن اس کے برعکس اقبال کی تاریخی بصیرت بامقصد ہے۔

تاریخ کے اوراق ایسے واقعات سے بھری پڑی ہے کہ قوموں کے عروج وزوال کے لیے کئی تحریکات اور اسباب پوشیدہ ہوتے ہیں۔ اسی طرح سے کسی قوم کی ترقی وتنزلی کے کئی عوامل ہیں جن کے سبب ایک قوم ترقی کی منازل طے کرتی ہے تو دوسری طرف ان عوامل سے روگردانی کرتے ہوئے وہ بلندی سے پستی کی طرف زوال پذیر ہوتی ہے، اقبال کی ایسے واقعات پر گہری نظر تھی اور انھوں نے اس قسم کے تاریخ ساز واقعات کو اپنی شاعری کی زینت بنایا ہے تاکہ مسلمان زوال پذیر نہ ہوں بلکہ اپنے مقصدِ حیات کو سمجھ کر اعلیٰ زندگی گزاریں۔ کلامِ اقبال کا بغور مطالعہ کریں تو اس میں تاریخی واقعات کے ساتھ ساتھ ایک پوری تہذیب دکھائی دیتی ہے جو صدیوں پر محیط تاریخ میں نظر آتی ہے۔ اقبال کے اس پہلو کے متعلق ڈاکٹر وحید قریشی لکھتے ہیں:

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.3 2024

"اقبال اپنے نقطہ نظر کو قرآن کی تعلیمات کے تناظر میں دیکھتے ہیں وہ فرد کو اتنا حقیر، بے حقیقت اور واقعات کو بے دست وپا نہیں گردانتے وہ اسے نیابت الٰہی کا حق دار قرار دیتے ہیں اسی نقطہ سے ان کا نظریہ خودی تقویت پاتا ہے اور یہیں سے فلسفہ تاریخ کے بارے میں ان کا نظریہ واضح ہوتا ہے"۔(1)

اقبال کی شاعری کے ماخذات میں قرآن وحدیث کا بڑا عمل دخل ہے اسی لیے انہوں نے ان تاریخی واقعات کا زیادہ ذکر کیا ہے جن کی نشان دہی قرآن وحدیث میں ہوتی ہے۔

بحیثیت مسلمان ہمارا ایمان وعقیدہ ہے کہ حضرت آدمؑ کرہ ارض پر پہلے انسان تھے جو اللہ تعالی کے حکم ومنشا کے مطابق اس سرزمین پر اتارے گئے اور روئے زمین پر معاشرت اختیار کی۔اقبال نے اپنی شاعری میں جگہ جگہ اس تاریخی واقعہ کی طرف اشارہ کیا ہے۔

باغ بہشت سے مجھے حکم سفر دیا تھا کیوں
کارِ جہاں دراز ہے اب میرا انتظار کر (2)

ایک دوسری جگہ حضرت آدمؑ کے جنت سے دنیا کے سفر پر روانہ ہونے کا قصہ یوں بیان کیا گیا ہے:

کچھ جو سمجھا مرے شکوے کو تو رضواں سمجھا
مجھے جنت سے نکالا ہوا انسان سمجھا (3)

یہ اور اس قسم کے اشعار پورے تاریخی پس منظر کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔حضرت آدمؑ جنت سے زمین پر آباد ہوئے اور کس کرب سے گزرے؟یہ تاریخ کا ایک اہم باب کی حیثیت رکھتا ہے۔مجموعہ "بانگ درا" اقبال کا پہلا اردو شعری مجموعہ ہے جو آج سے ایک صدی پہلے 1924ء میں شائع ہوا۔اس مجموعہ میں دیگر کلام کے ساتھ اقبال کی معروف نظم "شکوہ" بھی شامل ہے۔اس نظم کے متعلق ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی اپنی کتاب "اقبال کی طویل نظمیں" میں لکھتے ہیں:

" 1908ء میں یورپ سے واپسی کے بعد اقبال نے انجمن کے سالانہ جلسے میں "شکوہ" پڑھی اس جلسے میں علامہ اقبال کے والد محترم شیخ نور محمد بھی موجود تھے۔انجمن کے جلسوں کے لیے اقبال جو نظمیں لکھتے بالعموم انہیں پہلے سے چھپوالیا جاتا۔مگر شکوہ پڑھنے سے بیشتر طبع نہیں کرائی گئی تھی"۔(4)

موضوع کے اعتبار سے "شکوہ" اقبال کی منفرد نظم تھی اور اس لیے دیگر نظموں کے مقابلے میں اس کو زیادہ پذیرائی ملی۔اس نظم کے تاریخی پس منظر کے متعلق ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی رقمطراز ہیں۔

"موضوع کے اعتبار سے شکوہ بارگاہ الٰہی میں اور حاضر کے مسلمانوں کی ایک فریاد کہہ کر کہ ہم تیرے نام لیوا ہونے کے باوجود دنیا میں ذلیل ورسوا ہیں"۔(5)

1857ء کے بعد ملت اسلامیہ کا شیرازہ بکھرنے لگا تو ہندوستان میں ملت اسلامیہ کو شکست کے اسباب مسلم اقوام کو اچھی طرح دکھائی دیے اور یہ ایک ایسی حقیقت تھی جو ان کے تہذیبی، سیاسی، علمی اور فکری تمام عناصر کو متاثر کر رہی تھی۔اس دوران اگرچہ کچھ علما اپنا کردار ادا کرتے ہوئے مسلم اقوام کو اکٹھا رکھنے کی سعی میں تھے لیکن ان کا دائرہ کار شاید اتنا کم تھا کہ بحیثیت مجموعی ان کے کام کی زیادہ وقعت نہیں دکھائی دے رہی تھی۔ان میں جو کوششیں اس جغرافیائی طبقات سے نکل کر تمام عالم اسلام کے لیے ارتعاش فکر کے مانند پھیلنے لگیں ان میں محمد بن عبدالوہاب کی کوششیں تھیں ان کے ساتھ حضرت شاہ ولی اللہ کی خدمات اسی دور میں بے مثال تھیں۔ابتدا اگرچہ شیخ احمد سرہندی نے کی تھی لیکن ان کے ہاں علمی اجتماعی اور اجتہادی مسائل کم وبیش تھے اور ان کا سبب غیر اسلامی معاشرہ تھا۔اس کے برعکس حضرت شاہ ولی اللہ نے شریعت اسلامی، فقہ، اسلامی اقدار اور ان کے تمام احکامات وتدریس کا احاطہ کیا جو اسلام میں کلیدی حیثیت کے حامل ہیں۔اس کے علاوہ حضرت شاہ ولی اللہ نے ان تمام امور کو دور حاضر کے عین مطابق ڈھالنے کی کوشش کی

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.3 2024

تھی جس سے ان تمام اسباق کے آفاقی اور تاریخی پس منظر بھی واضح ہو گئے تھے۔ پھر انہی خیالات کی ترجمانی محمد بن عبدالوہاب، عبید اللہ سندھی، جمال الدین افغانی سے ہوتی ہوئی سر سید تک پہنچتی ہے۔ اگرچہ ان میں بعض چیزوں کا اختلاف بہر حال رہا تھا تاہم اس کے باوجود بنیادی افعال شریعت میں ان کی ہم آہنگی دیدنی تھی اور جس وقت اقبال شاعری کو بطور وسیلہ اظہار بنا رہے تھے اس وقت مسلمانوں کی حالت اور بالخصوص پاک و ہند کی حالت ناگفتہ بہ تھی یعنی مسلمان انگریزوں کے غیض و غضب میں تھے، سامراجیت ہر طرف عروج پر تھی، ملتِ عثمانیہ رفتہ رفتہ برطانوی تسلط میں جا رہی تھی اور ہندوستانی حالات کے سبب مایوسی بڑھ رہی تھی اسی تاریخی پس منظر میں نظم "شکوہ" لکھی گئی:

ہے بجا شیوہ تسلیم میں مشہور ہیں ہم
قصہ درد سناتے ہیں کہ مجبور ہیں ہم
سازِ خاموش ہیں فریاد سے معمور ہیں ہم
نالہ آتا ہے اگر لب پہ تو معذور ہیں ہم
اے خُدا شکوہ اربابِ وفا بھی سن لے
خوگر حمد سے تھوڑا سا گلہ بھی سن لے (6)

تمہید یہ اشعار کے بعد اقبال نے ایک پوری تہذیب کی عکس بندی کی ہے جس میں انہوں نے تاریخی واقعات کا سہارا لیا جن کا پس منظر صدیوں پر محیط ہے لیکن اگر صدیوں پہلے کی بات کی جائے تو دنیا پر جہالت کا اندھیرا چھایا ہوا تھا، انسانیت مر چکی تھی، لوگ خُدا اور اس کے احکامات کو بھول گئے تھے۔ اقبال نے ان تاریخی واقعات کی طرف مختصر اشارہ یوں کیا ہے:

ہم سے پہلے تھا عجب ترے جہاں کا منظر
کہیں مسجود تھے پتھر کہیں معبودِ شجر (7)

آگے جا کے اقبال نے تفصیل کے ساتھ غیر مہذب اور لادینی تہذیبوں کا ذکر کیا جو انسانی تاریخ کا ایک ناقابل فراموش باب ہے جس کی مثال نظم "شکوہ" کے یہ اشعار ہیں:

بس رہے تھے یہیں سلجوق بھی تورانی بھی
اہلِ چیں ، چین میں ایران میں ساسانی بھی
اسی معمورے میں آباد یونانی بھی
اسی دنیا میں یہودی بھی تھے نصرانی بھی
پر تیرے نام پہ تلوار اٹھائی کس نے
بات جو بگڑی ہوئی تھی وہ بنائی کس نے (8)

ان اشعار کے پس منظر میں اگر تاریخی واقعات کا مشاہدہ کیا جائے تو عرب معاشرے کا حال کسی سے پوشیدہ نہیں، بات بات پر جھگڑا، جوا بازی، دست و گریباں ہونا جو ایک دوسرے کے خون کے پیاسے اور جان لینے والے تھے، عورت کو زندہ در گور کیا جاتا، انسانیت کی کوئی قدر و قیمت نہ تھی، ایسے حالات میں محسنِ کائنات حضرت محمد ﷺ نے تمام دنیا کو ایک پیغام دیا اور پھر صحابہ کرام نے احکاماتِ الٰہی کے مطابق دنیا کا نقشہ بدل دیا۔ اقبال نے ان تاریخی واقعات کی طرف جگہ جگہ اشارہ کیا ہے:

دیں اذانیں کبھی یورپ کی کلیساؤں میں
کبھی افریقہ کے تپتے ہوئے صحراؤں میں

شان آنکھوں میں نہ جچتی تھی جہاں داروں کی
کلمہ پڑھتے تھے ہم چھاؤں میں تلواروں کی (9)

آگے جا کر اقبال نے ایک ایک تاریخی واقعہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے مسلمانوں کو ان کی عظمت رفتہ کی یاد دلانے کی کوشش کی ہے۔ فاتح خیبر حضرت علی کے کے کارنامے کسی سے ڈھکے چھپے نہیں اسی طرح بعض دیگر ایسے مقامات تھے جہاں بے خوف وخطر اللہ تعالی کی نافرمانی کی جارہی تھی اور اسلام و مسلمانوں بالخصوص صحابہ کرام نے ان کا نقشہ بدل دیا:

تُو ہی کہہ دے کہ اکھاڑا درِ خیبر کس نے
شہر قیصر کا جو تھا اس کو کیا سر کس نے
توڑے مخلوق خداوندوں کے لشکر کس نے
کاٹ کر رکھ دیے کفار کے لشکر کس نے
کس نے ٹھنڈا کیا آتشکدہ ایراں کو
کس نے پھر زندہ کیا تذکرہ یزداں کو (10)

اقبال کے کلام میں رفقائے رسول ﷺ کے اسمائے گرامی اور ان کے کارناموں کا تذکرہ شاندار و نادر انداز میں موجود ہے۔ اگر کلام اقبال میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنھم اور خلفائے راشدین کے اسمائے گرامی کو تلاش کیا جائے تو چند نام سامنے آتے ہیں، لیکن اجتماعی طور وہ تمام صحابہ کرام شامل کیے جا سکتے ہیں جنھیں قرونِ اولی کے مجاہدین بھی کہا جاتا ہے۔

اقبال ان تمام خلفائے راشدین اور اور قرون اولی کے مجاہدین کے کارناموں کی وجہ تربیت حضور سرور دو عالم ﷺ قرار دیتے ہیں، جن کے بل بوتے پر صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنھم مجاہدانہ عزائم سے سرشار تھے۔ جو حضور پاک ﷺ کے ایک اشارے پر اپنی جان ومال اسلام پر قربان کرنے کے لیے تیار رہتے۔ انہی قربانیوں کو علامہ اقبال نے اپنے کلام میں تاریخی انداز میں پیش کیا ہے چونکہ انسان فطری طور پر تاریخ سے دلچسپی رکھتا ہے اور بحیثیت مسلمان، اسلامی تاریخ سے اپنے ایمان کو تازہ کرتا ہے۔ ایمان کو تازہ کرنے والے تذکرے علامہ اقبال کے کلام میں جگہ جگہ موجود ہیں۔ ان کے اردو کلام میں جو تاریخ، عظیم ہستیوں کی بیان ہوئی ہے وہ نظم "شکوہ" اور "جواب شکوہ" ہے۔ فنی لحاظ سے ان نظموں کا معیار بلند ہے لیکن اس کے باوجود فکری معنویت اتنی گہری ہے کہ خامیوں کی طرف قاری بھٹک کر بھی نہیں دیکھتا۔ صرف اسلامی تاریخ کے نقطہ نظر سے ہی نہیں ، مشرقی ادب کا بھی ایک عظیم شاہکار ہیں۔ جس انداز میں شکوہ اور شکایت کی گئی ہے اس انداز کے لیے اردو ادب میں باقاعدہ ایک صنف موجود ہے یعنی "واسوخت" میں شاعر محبوب کو اپنی محبت کا یقین دلاتا ہے اور اُس سے اُس کی بے وفائی و بے التفاتی کا شکوہ کرتا ہے۔ یہ انداز پابند نظموں بہت کم ملتا ہے اس لیے عبدالقادر نے اقبال کے شکوہ کو ایک قسم کا اجتماعی واسوخت قرار دیا ہے جس میں شاعر (اقبال) نے گلے شکوے کیے ہیں۔ مگر ان نظموں کا موازنہ واسوخت سے نہیں کیا جاسکتا کیونکہ اس صنف میں کہنے والا طلب گار ہوتا ہے جبکہ اقبال ملت اسلامیہ کو کچھ دے رہا ہے اور وہ مسلمانوں کا شاندار ماضی ہے۔

ان نظموں کا موضوع ملت اسلامیہ کا عروج وزوال ہی ہے۔ اس کے علاوہ بھی مسلمانوں کی تاریخ پر کئی نظمیں لکھی جاچکی ہیں جبکہ اقبال کے کلام میں مسلمانوں کے شاندار ماضی کی تصویر کشی کی گئی ہے جسے پڑھنے کے بعد قارئین کو فخر واعتماد کا احساس ہوتا ہے۔ اس حوالے سے ساحل احمد لکھتے ہیں کہ :

"اقبال کی یہ نظم ارباب وفا کا شکوہ اور خوگر حمد کا خدا سے گلہ ہے ۔ حکیم الامت اپنے موضوع کی نزاکتوں سے پوری طرح آگاہ ہیں ۔ اس لیے انھوں نے شکوہ کا آغاز

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.3 2024

مناسب عذر و معذرت کے ساتھ کیا ہے ۔ ملت کے بارے میں احساس زیاں انھیں فکر فردا کے شکوے پر مجبور کرتی ہے۔"(11)

اقبال ہماری قومی وملی، تہذیبی وثقافتی اور تاریخ کا ایک معتبر حوالہ ہے انہوں نے اپنی شاعری میں مسلمانوں کو بیدار کرنے کے لیے انہیں ان کے ماضی وتاریخ کی روشن تصویریں دکھائیں تاکہ ان میں حرکت وعمل اور فکری بیداری کا جذبہ ابھرے۔ علامہ اقبال کی حیثیت ایک دیدہ ہور کی سی ہے جس نے نرگس کی ہزار سالہ خون آشامی کے بعد ہماری قوم کے چمن کی آبیاری کی۔ ان کی شاعری مسلمانوں کی تاریخ کا مرکز و محور رہی ہے۔ جس میں ان کی شاندار تاریخ بیان ہوئی ہے۔

حوالہ جات

1)وحید قریشی، ڈاکٹر، اساسیات اقبال، لاہور: اقبال اکادمی، 1996ء، ص۔200
2)محمد اقبال، ڈاکٹر، بالِ جبریل (کلیات) اسلام آباد: اکادمی ادبیات، 2018ء، ص۔347
3) محمد اقبال، ڈاکٹر، بانگ درا (کلیات)، ایضا، ص۔273
4)رفیع الدین ہاشمی، ڈاکٹر، اقبال کی طویل نظمیں، لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز۔1998ء، ص۔33
5)ایضا، ص۔35
6)محمد اقبال، ڈاکٹر، بانگ درا (کلیات) ایضا، ص۔190
7) ایضا، ص۔191
8) ایضا، ص۔191
9) ایضا، ص۔431
10) ایضا، ص۔192
11)ساحل احمد "اقبال کی نظموں کا تجزیاتی مطالعہ" الہ آباد: اردو رائٹرس گلڈ، 1982ء، ص۔36